فلسفہء قرآنی میں تدبر و عمل کے پہلو: ایک تحقیقی جائزہ

Practical and thought-provoking Aspects of Qur'ānic hilosophy- A Research Study

سید غضنفر احمد*

شائستہ واحد**

Abstract

The *Qur'ān* is an ocean of knowledge and wisdom which envisions everything sphere of life. Its thought-provoking aspects build deep insight, illuminate hearts with the divine radiant light, and guide everyone towards the righteous track, leading to eternal success. If one wants to feel the pleasure of talking to Allah, read the word of Allah with an open heart~ the *Qur'ān*, an incomparable extraordinary Book. It led the companions of the Prophet (SAW) from ignorance to leadership. It melted their hearts, eyes brimmed with tears, and purified their soul. Do we still choose to be distant from it? The miraculous effects of the *Qur'ān* are still evident as they were fourteen hundred years ago. Still as applicable as it was to the Prophet (SAW) and his Companions. The gap between the *Qur'ān* and Muslims is because they are ignorant of the hidden gem in their hands. They are unaware of the precious pearls they hold. Allah has given an open invitation to every sane individual to ponder over the thought-provoking verses. Studying in depth is essential for the correct implementation and our salvation lies in it. When Allah addresses through this Book, the hearts of those who read and listen to it carefully, transform for the better. Scholars are sincerely trying to educate the people in this regard so that the Muslim Ummah can genuinely benefit from this Divine book. The purpose of this article is to draw attention to the root cause of the decline in the character of Muslims and to consider effective strategies by which the practical implementation of the *Qur'ān* is possible. This is the way to restore the status of an ideal Muslim model of high morals and character for the entire world and emerge as a strong Muslim Ummah.

Keyword: Tadabbur *Qur'ān*, Practical implementation of *Qur'ān*, Muslim ummah, Teachings of the *Qur'ān*.

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وسنہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

**ریسرچ سکالر، شعبہ قرآن وسنہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

قرآن علم و حکمت کا بحر بے کراں، زندگی کے ہر پہلو سے متعلق گہری بصیرت اور شعور دینے والا، انداز فکر کی تعمیر کرنے والا اور اپنے نور سے دلوں کو روشن کر دینے والا کلام ہے، جو صحیح ترین راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اگر کوئی اللہ سے گفتگو کی لذت محسوس کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے دل کے دروازے اس کتاب کے لئے کھول دے، یہ کوئی عام کتاب نہیں اور نہ اس کی مانند دنیا کی کوئی کتاب ہو سکتی ہے - قرآن نے صحابہ کرامؓ کو جہالت سے امامت تک پہنچا دیا، وہ جب ان آیات کو سنتے تھے تو ان کے دل پگھل جاتے تھے اور آنکھوں کے راستے بہنے لگتے، اس کتاب نے ان کے دلوں اور جانوں کا تزکیہ کر دیا، انھیں اس طرح نکھارا کہ احسن الخلائق میں شامل کر دیا وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے ان کا رب ان سے ہم کلام ہے۔

دور جدید کے مسلمان قرآن سے دور ہو کر پستی، ذلت کا شکار ہوگئے، پوری دنیا کو زیر نگیں لانے والے اغیار کے دست نگر بن کر رہ گئے، فاتح عالم قوم رسول ہاشمی کے طریقے کو چھوڑ کر اقوام مغرب کی ذہنی غلامی کے شکنجے میں پھنس کر اپنی وقعت کھو بیٹھی، ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے ہاتھ مسائل کی گھتیوں میں الجھ کر رہ گئے اور اوج ثریا کی بلندیوں سے زمیں کی پستیوں پر آن پہنچے۔ یہ بات بہت حیرت انگیز ہے کہ قرآن کی بیش بہا دائمی صفات ایک دنیا کو اپنا مطیع بنانے کی طاقت رکھتی ہیں مگر اس کے باوجود اُہل قرآن مظلومیت کے دور سے گزر رہے ہیں۔ وہ قیمتی خزانہ رکھنے کے بعد بھی تنگ دست ہیں۔ قوت کا عظیم منبع ہاتھوں میں اٹھا کر بھی کمزور اور تہی دست ہیں۔ جس کی وجہ اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کہ قرآن اور اہل قرآن کے درمیان ایک ان دیکھا فاصلہ حائل ہے، آج کے مسلمان نے اس کی معرفت کی منازل طے کرنے کی کوشش نہیں کی، آج امت مسلمہ کی زندگی قرآن پر تدبر و عمل سے خالی ہے۔

یہ کتاب کل بھی زندہ تھی، آج بھی ہے اور تا قیامت رہے گی۔ دلوں کو فتح کرنے والا نسخہ حیات ہے، وقت کی تیز رفتار اسے پرانا نہیں کر سکتی اس کے مضامین کی تازگی کبھی کم نہیں ہوتی، اس کی ہدایت کی روشنی کبھی ماند نہیں پڑتی، یہ ارض و سماں شاہد ہیں اس کو مضبوطی سے تھامنے والے کبھی محروم نہیں ہوئے۔

اللہ کی کتاب سے دوری نے مسلمانوں کو نہ صرف اس کے حیرت انگیز کمالات سے محروم کر دیا ہے بلکہ انفرادی طور پر انکی زندگیاں انتشار اور بے وقعتی کا شکار ہوگئی ہیں قرآن پر بے عملی اور تدبر سے دوری نے اہل قرآن پر ذلت اور رسوائی کے دروازے کھول دیے وہ دنیا کی دوڑ میں ایسے مگن ہوئے کہ اللہ سے مضبوط تعلق کمزور پڑ گیا اللہ کی کتاب کو طاق میں رکھا ایک مقدس صحیفہ سمجھا، اس کے سحر انگیز کمالات، اس کی رہنمائی

سے نظریں چرا کر اسے صرف برکت کا سرچشمہ سمجھا، اسطح تارک ہدایت بن کر اپنے اکرام واعزاز سے ہاتھ دھو بیھٹے، سب کچھ جاننے کے باوجود انجان بن گئے

شفاء النّاس:

قرآن کو اللہ تعالی نے "شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ" کہا یعنی دلوں کے لئے شفا ہے۔ قرآن حکیم کی معجزانہ آیات کی معنوی گہرائی اور ان کے بیان کا حسن، روح کو متحرک کرنے والا ردھم، دل کو چھو لینے والا انداز، نفسوں کا مطہر کر دینے والی کی تاثیر، انسان کے اخلاق و کردار کی تعمیر کرنے والا اسلوب اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں سے معرفت کی بلندیوں پر فائز کر دینے والی طاقت اپنے اندر ایسا اثر رکھتی ہے جسکو شفاء النّاس سے تعبیر کیا گیا، اس دور کے علیل دنیا کو پھر قرآن کے نسخہ ء شفا کی ضرورت ہے

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [1]

"اور جو ہم نازل کر رہے ہیں قرآن میں سے وہ تو شفا اور رحمت ہے ایمان رکھنے والوں کے لئے۔"

نسخہ ء شفا کے ہوتے ہوئے دائمی بیماری:

قرآن کی ہر بات حق ہے اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہے تو پھر ہم شفایاب کیوں نہیں ہوتے ؟ امراض ظاہریہ اور باطنیہ بدن مسلم میں کینسر کی طرح پھیلتے جارہے ہیں اور امت مسلمہ مریض جاں بلب کی طرح سسک رہی ہے اس کی وجہ جاننا ہماری انفرادی اور اجتمائی زندگی کے لیے انتہائی اہم ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی نے اپنی کتاب میں اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا ہے:[2]

"مریض ہو اور اکسیر بھی ہو، دوا ہو، تریاق بھی ہو اور مرض پھر بھی نہ جاتا ہو تو اس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اکسیر اور تریاق کا استعمال نہیں کیا جاتا یا اگر کیا جاتا ہے تو غلط طریقے سے کیا جاتا ہے کیونکہ دوا اس وقت نفع پہنچاتی ہے جب وہ صحیح طریقے سے استعمال کی جائے اللہ تعالی نے قرآن کو شفا کہا ہے۔ حقیقتا ہماری تباہی کے یہی دو سبب ہیں، ہماری قوم کا ایک حصہ تو قرآن مجید سے بالکل ہی دور ہے محروم ہے تو اس کے متعلق کسی قسم کی بحث

---

[1] بنی اسرائیل:۸۲

[2] سندھی، عبید اللہ، "قرآن کریم کا مطالعہ کیسے کیا جائے؟ حکمتِ قرآن انسٹیٹیوٹ، ۲۸

کی ضرورت نہیں اگر وہ خراب حالت میں ہیں تو اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں اور دوسرا حصہ اس تریاق کو غلط طریقہ سے استعمال کرکے اس کے فوائد سے محروم ہو چکا ہے، اگر چشمہ سے پانی بہہ رہا ہو اور ہونٹ لگائے ہی نہ جائیں تو وہ تر کیسے ہوں گے' تاریخ قرآن کے نسخہء شفا کی تاثیر اور کمالات سے بطریق احسن واقف ہے کہ بدترین اور پست قومیں اس کے ذریعے مہلک ترین امراض سے صحت پاکر ترقی اور عروج کے بلند درجوں پر فائز ہو گئیں۔ جب کوئی طبیب نسخہ لکھتا ہے تو طریقہ استعمال بھی ضرور بتاتا ہے تو قرآن کی تعلیم کا طریقہ بھی اللہ نے بتادیا۔"

اور آج پھر اس چشمہء ہدایت کو باری تعالی کی ہدایات کے مطابق استعمال کیا جائے گا تو پھر سے اہل جہاں صحیح معنوں میں فیض یاب ہوں گے اور وبرسوں کے بیمار شفا پائیں گے وحی کی بارش دلوں پر برسے گی تو تشنہ لب سیر اب ہوں گے اور بے قرار دلوں کو قرار آئے گا امت مسلمہ سے قرآن کیوں اور کیسے چھوٹا"مصری عالم ڈاکٹر رشید رضا "اس کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ [3]

"جب سے یہ امت مسلمہ قرآنی زبان سے بے خبر ہونے لگی اور جب سے مسلمانوں نے اللہ کی کتاب پر غور کرنا کم کر دیا اور اپنے عقائد اور اخلاق کی بنیادیں انسانوں کی تصنیف کی ہوئی کتابوں پر رکھ دیں اور جب سے عقائد کے لیے فن کلام کی کتابیں کافی سمجھی جانے لگیں، اور عبادات و معاملات کے لیے بعض خشک فقہی کتابوں تک نظریں محدود ہو کر رہ گئیں اور پھر جب سے تزکیہ نفس اور درستگی اخلاق کے لیے بزرگوں کے بتائے ہوئے ورد اور وظیفوں پر قناعت ہونے لگی، بس اسی وقت سے اکثر مسلمانوں میں جذبہ توحید کمزور ہو گیا، دلوں پر شرک اصغر اور شرک اکبر کی گھٹائیں چھا گئیں اور قریبا قوم کی قوم اپنے اعتقاد و عمل میں اور تاویلیں اور کج بحثیاں کرنے میں اپنے سے پہلی اقوام یہود و نصاری کے قدم بہ قدم چل پڑی ....اور علم قرآن کو کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنت الہی کے مطابق مسلمانوں پر طرح طرح کے عذاب مسلط ہو گئے جن سے آج ہر شخص واقف اور آگاہ ہے۔"

قرآن سرچشمہء ہدایت:

قرآن الکریم خالق اور مالک کائنات کا کلام ہے، یہ کتاب العلیم کے علم کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی اور وسعت کا کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا، بڑے سے بڑا عالم بھی یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ وہ قرآن کی مکمل

---

[3] رضا، رشید مصری، "باب قرآن کا کارنامہ"، بک قرآنی لیکچرز، البلاغ پبلی کیشنز، ۱۲

معرفت رکھتا ہے ، حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے معجزات کا مکمل احاطہ انسان کی عقل ناقص کر ہی نہیں سکتی اس کے عجائب و حقائق کا سلسلہ لامتناہی ہے۔حدیث میں آتا ہے:

وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ [4]

"اس (قران) کے عجائب ختم نہیں ہوتے ہیں۔"

یہ کوئی عام کتاب نہیں، اس کی برکتیں ، رحمتیں ، اس کا اعجاز، اس کا تاثیر، اس کے حیرت انگیز کمالات، اس کے اسرار ورموز ہر اس شخص کے لئے دستیاب ہیں جو ایمان اور یقین کے ساتھ طلب اور شوق کا چراغ جلائے اس عظیم کتاب کی طرف بڑھتا ہے ۔ قرآن کے ہر حرف میں نوع انسانی کے لئے بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں، اس کی آیات میں ہمارے ہر مسئلے کا حل موجود ہے،اس کی ہدایت کی روشنی ہر ایمان اور یقین رکھنے والے کے دل کو جگمگا سکتی ہے، مگر اکثر مسلمان اس خیر کثیر سے دور ہیں، ہدایت دینے والی کتاب سے دوری نے ان کی زندگیوں کو مشکل، تکلیف دہ اور بے وقعت بنا دیا ہے، مسلمانوں کی اکثریت اس چراغ کے ہوتے ہوئے جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے مگر چند حب الٰہی کے خوگر ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کلام الٰہی کے قیمتی موتی چننے کے لئے وقف کر دی، اپنے ادراک کے برتن میں انھوں نے جتنے گوہر بھی جمع کئے ان کی دمک اہل جہاں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہے,علمائے کرام اور مفسرین کی شب وروز کی عرق ریزی نے آیات قرآنی کی بہترین تفاسیر مرتب کیں ہیں،جو راہ حق کی طرف آنے والوں کی بہترین رہنمائی کرتیں ہیں یہ کلام جن وانس کے لئے رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن میں جنوں کی گواہی اللہ تعالی نے بیان فرمائی:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo يَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا [5]

"جنات کی ایک جماعت نے (قرآن) غور سے سنا اور کہا: ہم نے بہت عجیب قرآن سنا ہے,جو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔"

---

[4] محمد بن عبداللہ،امام ولی الدین، مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل،حدیث:۲۱۳۸

[5] الجن:۲

آیت میں عربی لفظ "اِسْتَمَعَ " استعمال کیا گیا، "اِسْتَمَعَ" غور سے سننے کے لئے استعمال ہوتا ہے،تو غور سے سننا، بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا، نظریات میں انقلاب لے آتا ہے، دلوں کو بدل دیتا ہے اور عمل میں فوری تبدیلی کا باعث بن جاتی ہے۔

قرآن حکیم کے معانی اور مفہوم میں پوشیدہ انعامات:

درحقیقت قرآن حکیم کی اصل برکت ورحمت ، ثواب اور انعامات اس کے معانی اور مفہوم میں پوشیدہ ہیں اس گوہر نایاب کی قدروقیمت اس کے معنی کے ادراک میں مضمر ہے، اور فہم وادراک عمل کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے اور اصل مقصود تو عمل ہی ہے جو انسان کے نوری یا ناری ہونے کا تعین کرتا ہے۔

قرآن ذات باری تعالی کے علم کا ایسا بحر بے کراں ہے جس کو دور سے دیکھ کر اس کی گہرائی میں موجود پوشیدہ خزانوں کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا، اس کے اسرار ورموز کو پانے کے لئے اس سمندر کے اندر اترنا ہوگا اس کو اپنا ساتھی بنانا ہوگا۔ دنیا کی تعلیم وتربیت میں بھی کسی چیز کو پڑھنے کا مطلب اس پر سوچنا سمجھنا ہوتا ہے، جب علم ریاضی ،سائنس، جغرافیہ اور ٹکنالوجی کے اسباق ذہنوں کو بند کرکے حاصل نہیں کیے جاسکتے تو قرآن کو بغیر سوچے سمجھے پڑھنا، صرف اس کے الفاظ سے گزر جانے کو کافی سمجھنا، اس گرانقدر خزانے میں سے بہت ہی کم حاصل کرنے پر قناعت کرنا ہے، اگر ہم دوبارہ سے عروج کے زینوں پر چڑھنا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کریم کے متعلق اپنا عملی رویہ بدلنا ہوگا،صحابہ کرامؓ کا طریقہ تھا کہ وہ دس آیات سیکھ لیتے تو اس سے آگے نہ بڑھتے تھے جب تک ان پر عمل نہ کرلیتے، پھر دوبارہ سے اسی طریقہ کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

تدبر وعمل اطاعت ربی کی بنیاد:

اس کتاب پر یقین اور ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کو سمجھ کر اس پر تدبر کیا جائے اسی سے دل ودماغ مسخر ہوں گے اور مسخر اور مفتوح جسم و دل اپنے مالک کی اطاعت کرتے ہیں۔ قرآن کے احکام پر عمل کرنا ہماری زندگی کا اولین مقصد ہے اور یہی عمل ہمیں حقیقی عبادت اور فرنبرداری پر بتدریج لے کر آتا ہے۔ ہماری تخلیق کا مقصد ہی اپنے رب کے اطاعت وعبادت ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [6]

”اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“

قرب الہی کی بنیاد:

قرآن پر تدبر و عمل معرفت الہی کی بنیاد بھی ہے اللہ سے قریبی تعلق اس کی رسی کو تھامے بغیر ممکن نہیں ہے، یہ آیات درجہ بہ درجہ قرب الہی کا زینہ ہے مگر ظاہر ہے کہ تدبر و عمل کے بغیر اس زینہ کو طے کرنا ناممکن ہے۔ جیسے جیسے انسان آیات کو سمجھنا شروع کرتا ہے اس تجسس اور شوق کے ساتھ کہ کائنات کا خالق اور مالک مجھ سے کیا کہہ رہا ہے،؟ اسے مجھ سے کیا مطلوب ہے؟ میری اس دنیا میں آمد کا مقصد کیا ہے؟ میں اپنی ذات کو کیسے اس کی پسند کے سانچے میں ڈھالوں؟ مجھے ان آیات کو کس طرح اپنے دل میں جذب کرنا ہے؟ ان میں چھپی تسکین مجھے کیسے حاصل ہو گی؟ کیسے دل ان کے نور سے روشن ہو گا؟ محبت الہی کے حصول کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا؟ اس کی بندگی میں اپنی خودی کو بلند کیسے کروں کہ مجھے رضائے الہی کا پروانہ مل جائے؟

فہم و تدبر پر قرآنی استدلال:

قرآن نازل کرنے والے رب نے اس کو سمجھنے اور عمل کرنے کی ہدایت اپنی کتاب میں فرمائی:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ [7]

” کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟“

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ [8]

”ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔“

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا [9]

---

[6] الضیات:۵۶

[7] النساء: ۸۲

[8] ال یونس: ۲۴

[9] الکہف: ۵۴

" ہم نے اس قرآن میں ہر ہر طریقے سے تمام کی تمام مثالیں لوگوں کے لئے بیان کر دی ہیں لیکن انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔"

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ[10]

اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا[11]

" کیا یہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں۔"

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ[12]

" یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔"

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ[13]

"یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بصیرت افروز دلائل پر مشتمل ہے اور یقین کرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔"

بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ[14]

"(ان رسولوں کو) واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ بھیجا تھا، اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن عظیم) اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا اور تاکہ وہ غورو فکر کریں۔"

---

[10] القمر:۱۷

[11] ال محمد:۲۴

[12] السعد:۲۹

[13] الاعراف:۲۰۳

[14] النحل:۴۴

احادیث سے استدلال:

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے خلق قرآن ہیں ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زندگیاں قرآن کے علم و عمل سے روشن تھیں۔ ہمارے لئے بھی تدبر و عمل کرنے کی تاکید احادیث میں جا بجا آئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من قرء القرأن وعمل بما فیه البس والداه تا جأیوم القیامه [15]

”جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ قرآن میں ہے اس پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا ۔“

قرآن کی برکت عمل میں ہے:

ہم میں سے ہر ایک جب کسی بھی زبان کے الفاظ پڑھتا یا سنتا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، جیسے چائنیز زبان دی گئی ہدایات کو سمجھنے کے لئے کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا، صرف سرسری طور پر اس کے الفاظ کی ادائیگی کافی نہیں ہو گی، مگر حیرت اس بات پر ہے ہم اس اصول کا اطلاق قرآن پر نہیں کرتے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں [16]

” معلوم ہے کہ ہر کلام کے معانی کو سمجھنا ہی اس کا مقصود ہوا کرتا ہے، محض اس کے الفاظ پڑھنا مطلوب نہیں ہوا کرتا، پس قرآن اس بات کا زیادہ حقدار ہے اور اس لائق ہے کہ اسے سمجھا جائے۔“

الاستاد حسن الھضیبی کہتے ہیں[17]

''مقالات الاسلامیین فی رمضان''

”تلاوت میں انسان کی مقدار کا اعتبار نہیں ہے اصل اعتبار تو اس کے سمجھنے کی مقدار کا ہے۔ قرآن مجی معانی سے مجرد ہو کر نبی اکرم ﷺ پر محض بطور برکت نازل نہیں ہوا بلکہ قرآن کی برکت اس پر عمل کرنے میں اور اسے زندگی کا دستور بنانے میں ہے، قرآن چلنے والوں کے لیے راہیں روشن کرتا ہے لہذا ہمارا فرض

---

[15] امام ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الصالح، حدیث:۱۴۵۳

[16] امام ابن تیمیہ، مقدمہ اصول تفسیر ابن تیمیہ، ۷۵

[17] محمد موسیٰ شریف، مقالات اسلامیین فی رمضان، ۴۲۶

ہے کہ جب ہم قرآن مجید پڑھیں تو تلاوت سے ہمارا مقصد ان معانی کو جاننا ہے جو مراد ہیں، اس کے لیے قرآنی آیات میں تدبر کرنا ہوگا انھیں سمجھنا ہوگا اور ان پر عمل کرنا ہوگا"[18] قرآن کریم میں آتا ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ[19] "کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

یہ آیت قرآن میں تدبر کرنے کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے تاکہ قرآن کے معنی معلوم ہو سکیں "ا" ابوالفضل نور احمد قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:[20]

قرآن مجید نے زندگی کے تمام شعبوں میں جو اصولی اور اساسی اقدار متعارف کرائے انسانیت انہی اصولوں کی روشنی میں تفاصیل اور تراکیب سے اپنے وقار، آزادی اور فلاح کی مسلسل منازل طے کرتی گئی۔ جہاں ان تفاصیل میں جتنی زیادہ اقدار کی پاسداری کی گئی اتنی زیادہ ترقی و کامرانی حاصل ہوئی "کافر سے رضی اللہ عنھم تک قرآن کی تعلیمات اپنے اندر حیرت انگیز انقلابی صلاحیت رکھتی ہیں جنھوں نے جزیرہء عرب کی کایا پلٹ دی، قرآن کی اطاعت و عمل نے صحابہ کرام کو مٹی سے سونا بنا دیا، اور ان کو رفعت عظمی پر فائز کر دیا، تپتی ریت کے صحراوں سے قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ایک جماعت ابھری جس نے اس وقت کی سپر پاورز کو محکوم بنا دیا۔ قران نے اس تہی دست اور جاہل قوم کو اس طرح تراشا کہ قیصر و کسری کے خزانے ان کے قدموں تلے آ گئے۔ قرآن پر عمل نے انھیں دنیا بھر کی حکومت اور امامت کی مسند عطا کر دی بے شک قرآن ہی نے انھیں کفر سے نکال کر رضی اللہ عنھم کے درجے پر پہنچا دیا۔ ایک ایک آیت اپنے اندر زندگی بدل دینے کی طاقت رکھتی ہے۔

اور آج ہر گھر کی شیلف پر قرآن عزت اور احترام کے ساتھ موجود ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان اسے خوبصورت غلافوں میں سجا کر بھول گئے ہیں، اپنے خالق کے کلام کے لئے نہ وقت ہے نہ فرصت۔ اور جس نے تھوڑا وقت نکال بھی لیا تو اس کو بغیر سمجھے اس کی عربی کے الفاظ سے سرسری گزر جانا کافی سمجھا۔ اس علم کے خزانے سے لعل و گوہر اکھٹے کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس کی آیات کی روشنی سے اپنی زندگی کو

---

[18] محمد بن الاحمد الانصاری القرطبی، الجامع الاحکام القرآن للقرطبی، (بیروت: الرسالۃ پبلشر)، والیم ۵، ۱۸۷

[19] النساء: ۸۲

[20] سندھی، عبید اللہ، مقدمہ قرآن کریم کا مطالعہ کیسے کیا جائے؟ حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ، ۸

منور نہیں کرتے۔ اسکے احکام اور قوانین کو اپنی زندگی پر نافذ نہیں کرتے۔ اسکے علم اور عمل سے بے بہرہ ہیں، اسکے معانی جاننے کے لیے کتابوں کے انبار ہیں مگر معانی جاننے کا وقت بہت کم لوگوں کے پاس ہے، مفاہیم کے لیے تفاسیر کے پہاڑ ہیں مگر سمجھنے والے ناپید ہوتے جا رہے ہیں، درس و تدریس کے طویل سلسلے ہیں مگر زندگی عمل کی حرارت سے خالی ہے، حامل قرآن ہیں مگر زندگی انقلاب سے خالی ہے، آیات ربانی کی روشنی تلے بے عملی کا اندھیرا ہے، قرآن کی آیات زبانوں پر تو ہیں مگر دلوں میں نہیں اتریں، اس دور کا مسلمان قرآن کا قاری ہے مگر قرآن اس کے عمل میں جاری نہیں۔ آج کا مسلمان اللہ کی کتاب کا حافظ تو ہے مگر اس کے دل پر کوئی اور قابض ہے۔

تدبر و عمل کے لئے ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے:

اگر ہم اپنے لئے اللہ کی رضا کے راستے کو منتخب کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا ہو گا، کس طرح ہم اس قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں, اس کے لئے سب سے پہلے اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہو گی، اپنے دل سے ناجائز خواہشات کو نکال کر اپنا تزکیہ کرنا ہو گا، کیونکہ گناہوں کے اندھیرے، خواہشات کی دھند، شکوک و شبہات کے جالے، قرآن کے نور کو دل میں داخل نہیں ہونے دیتے۔

اس معجزانہ کتاب کی طرف قدم بڑھانے سے قبل اپنے ایمان اور یقین کو از سر نو نکھارنا ہو گا، شوق کا دیا جلانا ہو گا۔ کیونکہ یہ کتاب غافل دلوں کے لئے اپنے دروازے نہیں کھولتی، اور جب یہ در کھل جاتے ہیں تو دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ پھر اس کا در پکڑ لینا ہے، اس کو اپنا ہر وقت کا ساتھی بنانا ہے، ہر لحظہ ان آیات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

یہ وہ کتاب نہیں جس سے تیزی سے بغیر غور کئے گزر جائیں اس کو دل میں جذب کرنے کے لئے اس پر سے بار بار گزرنا ہو گا، یہ کتاب ایسا مخلص اور بے لوث ساتھی ہے جو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے انسان کو تھامے رہتی ہے۔ دنیا کی گتھیوں کو سلجھانے والی، کھول کھول کر رہنمائی کرنے والی ہیں، ہر پہلو پر روشنی ڈالنے والی ہیں۔ زندگی کے مسائل کو حل کرنے والی، ان کی روشنی میں سفر کرنے والا، اس کو اپنا امام بنانے والا ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز پا سکتا ہے۔ یہ کتاب یوم آخرت میں وحی الہی پر تدبر و عمل کرنے والوں کی سفارش کرے گی۔ اس سے بڑی خوشخبری ایمان والوں کے لئے کیا ہو سکتی ہے۔ تو دیکھنا یہ کہ اس ضمن میں اس خوشخبری کے مصداق بننے کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔

خلوص نیت:

سب سے پہلے ہم اپنی نیت کو خالص کرنا ہے کہ اے ہمارے پالنے والے! ہم دل کی گہرائیوں سے اللہ کی رضا کے مطابق اپنی زندگیوں کی تشکیل نو کرنا چاہتے ہیں، ہم قرآن پر اسطرح عمل کرنا چاہتے ہیں جسطرح آپ کے محبوب نبی ﷺ نے اس پر عمل کیا، اور جس طرح صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا، پھر نیت کے بعد خلوص دل سے دعا کا مرحلہ ہے۔

دعا:

"اے ہمارے مالک، اے کل کائنات کے خالق!"

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، آپ نے ہماری دنیا کی ہر ضرورت کی تکمیل فرما دی، ہم آپ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہے، ہمارے لیے قرآن کے مطابق زندگی گزارنا آسان بنا دیجئے، ہمارے ارادوں کو مستحکم کر دیجئے، ہماری ہمت وطاقت کو بڑھا دیجیے، ہمیں اپنی اور اپنی کتاب کی محبت عطا فرما دیجئے، ہمارے دلوں کو قرآن کی روشنی سے منور کر دیجئے۔

تجوید اور قراءت کی درستگی:

سب سے پہلے آیات کو درست طریقے سے پڑھنے کی کوشش کرنی ہے, الفاظ کی ادائیگی کو صحیح کرنا، اس کے مخارج اور وقوف کی معرفت ، اس کے اصول وضوابط اور قواعد کا علم سیکھنا اور پھر اس کی تلاوت میں روانی اور قرآءت کو بہتر بنانے کی کوشش اس ضمن میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

معانی پر غور وفکر کرنا اور مفاہیم سمجھنے کی کوشش:

قرآن کی حقیقی قدر وقیمت اس کے معنی میں پنہاں ہے، جب انسان وارفتگیء شوق کے ساتھ یہ جاننے کی کوشش کہ اس کائنات کی سب سے عظیم ذات میرا رب مجھ سے کیا کہہ رہا ہے ؟ کلام کرنے والے کے کلام کو سمجھنے کے لئے سماعت، بصارت اور دل ودماغ کو استعمال نہ کیا تو گونگے بہروں میں شامل ہو جائیں گے۔ خط پڑھ کر اگر کچھ سمجھا ہی نہیں کچھ جانا ہی نہیں، تو یہ پڑھنا کیسا پڑھنا ہے ؟

قرآن اپنے پڑھنے والوں کی افکار اور نظریات کی تعمیر نو کرتا ہے، اللہ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ سمجھاتا ہے۔ اس کے معنی سمجھنے کے لئے علمائے حق محنت سے استفادہ کیا جائے گا جو ہیں، ان آیات کے الفاظ

کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان کے معنی و مفہوم کی بھی حفاظت کی ہے، کوئی بھی شخص ان آیات کا من چاہا ترجمہ نہیں کر سکتا، اس ضمن میں سب سے پہلے یہ دیکھا جائے گا نبی اکرم ﷺ نے اس کے کیا معنی بتائے اور اس آیت پر کس طرح عمل کر کے دکھایا اور صحابہ کرامؓ نے ان پر کس طرح عمل فرمایا:

آیات کا حفظ:

قرآن کی جن آیات کے معانی اور مفہوم سمجھنے کی کوشش کی ہو ان آیات کو درست تجوید کے ساتھ بار باراسطرح دہرایا جائے کہ اس کے معنی دل میں اتر جائیں، ان آیات کو نماز میں پڑھنے کا اہتمام کیا جائے اس کے عذابوں کے ذکر پر پناہ مانگی جائے اور اس کی بشارتوں کے ذکر پر دعا کی جائے اللہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کر دے جن پر انعام ہوا۔

عمل:

یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ وہ دلوں کو بدلنے کی حیرت انگیز صلاحیت رکھتا ہے۔ قرآن کا نور جب دل میں داخل ہوتا ہے تو گناہوں کے اندھیرے چھٹنے لگتے ہیں دل نیکیوں کی طرف مائل ہونے لگتا ہے، سوچ کے زاویے بدل جاتے ہیں، دل خوشی سے اپنے رب کے احکام کی بجاآوری کے لئے تیار ہو جاتا ہے

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا [21]

کیا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لیے روشنی کر دی جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کہیں اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا ہو اور اس سے نکل ہی نہ سکے۔۔۔ عمل کی یہی کیفیت ہم سے مطلوب ہے، یہی احساس مومن کو قرآن کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے، ہر قدم پر آیات اس کی رہنمائی کرتی ہیں، کس چیز کی طرف بڑھنا ہے کس چیز سے رک جانا ہے، یہاں تک کہ یہ آیات اعضا سے جاری و ساری ہو جاتی ہیں، دل و دماغ اور جسم ان آیات کے تابع ہو جاتے ہیں، عمل کا شوق جب دل میں بسیرا کر لیتا ہے تو مشکل حالات میں بھی اپنے خالق کا حکم ماننا آسان ہو جاتا ہے۔

---

[21] الانعام: ۱۲۲

ہم اپنے آپ کو اپنے رب کے سپرد کردیں:

جب انسان اپنے رب پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے قران کی دنیا میں داخل ہوتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ میرے مالک کے ہر حکم میں میرے لئے فلاح ہے، تب وہ اپنی لگام قرآن کے ہاتھ میں دے دیتا ہے، قرآن کہتا ہے جھک جاو تو وہ جھک جاتا ہے، قرآن کہتا ہے گناہ کے راستے سے یوٹرن لے لو تو بندہ فورا مڑ جاتا ہے، وہ اپنی زندگی کا نصب العین بنالیتا ہے کہ اگر میری سوچ، میری عادات، میری خواہشات، میرے طریقہ زندگی اگر اللہ کے احکام سے ٹکرائیں گے تو ان کو بدل دوں گا یعنی وہ اپنی پوری زندگی جہاد بالنفس کرتا ہے اپنے آپ سے جہاد کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی ذات پر قرآن کی حکومت ہوجاتی ہے، اللہ کی اجارہ داری ہوجاتی ہے۔

القرآن الکریم:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ [22]

"اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔"

اگر ہم نے اپنے عمل کا مآخذ قرآن کو نہ بنایا تو دنیا اور آخرت مٹھی سے پھسلتی ریت کی طرح ہاتھ سے نکل کر تباہ وبرباد ہوجائیں گے، نبی اکرم ﷺ کو قرآن کا عملی نمونہ بنا کر ہمارے عمل کے لئے بہترین مثال بنادیا ۔ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر کے پستی سے بلندیوں تک پہنچ گئے، ہر قرآن پڑھنے اور عمل کرنے والے کے لئے درجات کی بلندی کی ضمانت ہے، جب انسان اپنے آپ کو اس کتاب کے سپرد کردیتا ہے تو وہ ہدایت کا سفر شروع کردیتا ہے اور زندگی کی آخری سانس تک یہ سفر جاری رہتا ہے، ہر شخص اپنی محنت اور کوششوں کے مطابق اس سے ثمرات حاصل کرتا ہے۔

خلاصہ بحث:

قرآن پاک رہتی دنیا تک کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ اس کے معجزانہ اثرات آج بھی اتنے اثر انگیز ہیں جتنے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں تھے، آج بھی قرآن کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لینا عین ممکن ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام نے زندگی کے ہر میدان میں اس پر عمل کر

---

[22] العنکبوت:۶۹

کے دکھایا، آج بھی قرآن عروج کے زینوں کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے، آج بھی اس کی تاثیر روح کو گرمانے والی اور دلوں کو پگھلانے والی ہے اور دل پگھلتے ہیں تو مومنوں کی کھالیں لرزتی ہیں اور آنکھیں قرآن کی صداقت کی تصدیق کرتے ہیں، صرف اردہ کرنے کی دیر ہے وحی کی بارش ہر غور کرنے والے دل کی زمین پر پھوار بن کر برستی ہے تو یہ دل کی زمین کو نرم اور زرخیز کر دیتی ہے اور پھر جب عمل کا بیج ڈالا جاتا ہے تو نیکیوں کی فصل لہلانے لگتی ہے۔ اللہ نے اس قرآن میں نہ صرف طمانیت اور سکون رکھا بلکہ ہمارے ہر مسئلے، ہر پریشانی کا حل بھی رکھ دیا، دنیا کے ہر معاملے میں رہنمائی کرنے والا کلام ہے اور اس کے ساتھ آخرت کی فلاح کا ضامن بھی ہے۔ اس کا سرسری مطالعہ یقیناً زندگی میں برکت تو لا سکتا ہے مگر رحمت وہدایت کی وہ خیر کثیر نہیں دے سکتا جس کے لئے یہ کتاب نازل کی گئی۔

ضرورت اس امر کی ہے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کی جائے، اور اس پر غور وفکر کیا جائے، انسان سمجھنے کی کوشش کرے کہ اس کا خالق اس سے کیا کہہ رہا ہے، اس سے کیا چاہتا ہے؟ زندگی ہمارے رب کی قیمتی نعمت ہے اور یہ صرف ایک ہی دفعہ ملی ہے تو قرآن سے دور رہ کر اگر اس کو اس طرح نہ گزارا جس مقصد کے لئے یہ دی گئی تھی تو یہ ضائع ہوگئی، جس نے اس قیمتی کتاب سے استفادہ کر لیا تو یہ زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرے گی اور جو اس سے دور ہے وہ یقینی خسارے میں ہے اور قرآن سے دوری کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان اس کو پڑھتے ہوئے بھی نہ پڑھے یعنی قریب آکر بھی دور ہو لفظوں سے اس طرح گزر جائے کہ اس کے معنی سمجھ میں نہ آرہے تو یہ یقیناً اس عظیم کتاب کی ناقدری ہے،

اس کلام کے الفاظ پر غور کرنا اس کے معنی کو سمجھنے کی کوشش کرنا دل کو اس کتاب کے لئے گناہوں اور ناجائز خواہشات سے پاک کر لینا، اور فہم اور تدبر کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہوئے اس کتاب کو اپنا ساتھی بنا لینا۔ س کی تجوید بہتر کرنے کی کوشش کرنا، اس کے فہم کے لئے تفاسیر کا تفصیلی معائنہ کرنا نبی ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرامؓ کے اعمال سے آگاہی اور اس کے احکام پر مکمل طور سے عمل پیرا ہونے کی کوشش ہی دراصل نجات کا راستہ ہے اور اس دنیا میں بلندی اور عروج صرف اور صرف اس کتاب پر عمل کرنے میں ہی مضمر ہے اور آخرت کی نجات اور جنت کے حصول کا بھی راستہ یہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سے جو شخص اللہ سے جتنے فاصلے پر ہے اس کلام کو مضبوطی سے تھام کر اپنے رب کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دے قرآن کریم کی تلاوت، حفظ، اس کے معنی اور مفہوم سمجھنے کی

کوشیش ، اور اس پر عمل پیرا ہونے کی محنت کے سفر میں زندگی تمام ہو جائے۔ یہ محنت در حقیت اللہ ہی کی راہ میں ہے، اور یہ چھوٹی سی مشکل دنیا اور آخرت کی بڑی بڑی آسانیوں اور راحتوں کا باعث ہے، اور یہ حقیقت ہے اللہ تبارک و تعالی اپنی طرف بڑھنے والوں کے مسائل اور آزمائشیں دور فرما دیتے ہیں اور وہ ان کے لیے مشکلات اور مصیبتوں میں وہاں سے راستہ نکالتے ہے جہاں سے انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

نیکیوں میں مسابقت کا میدان کھلا ہے، جنت کا اوپن میرٹ ہے، وقت کی کرنسی کو نیکیوں کے سرمائے میں بدلنے کے لئے شدت کی محنت درکار ہے، فیصلہ ہم پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ ہم اپنے لئے آگ کے راستے کو منتخب کریں یا باغ کے راستے کو، اس انتخاب پر ہی ہمارا انجام منحصر ہے۔